حلال اور حرام جانور

حلال بیان کر دیا گیا ہے
اور حرام بھی بیان کر دیا گیا ہے
برتنے اور بچنے کے لیے اب
معلومات کا ہونا
ضروری ہے

جیلانی سینٹر، پانچویں منزل روم نمبر 501،
نزد میمن مسجد، کھارادر کراچی، پاکستان
فون: 2446818،
0320-4333547
0300-8271888

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام سید المرسلین

و آلہٖ الطیبین و اصحابہٖ الطاھرین

دورِ حاضرہ میں عوام بلکہ اکثر خواص حلال وحرام جانوروں سے بے خبر نظر آتے ہیں۔اس لئے فقیر نے ارادہ کیا کہ اس کی تفصیل عرض کردوں تاکہ عوام، اہل اسلام اور خواص علماءِ کرام کو فائدہ ہو اور فقیر کے لئے توشۂ آخرت بنے۔

قرآن مجید میں اجمالاً چند جانوروں کا ذکر ہے جو آیات ذیل میں مذکور ہے:

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ
اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ
اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ
فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا
كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا
اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، ایت ۱۴۲ تا ۱۴۶)

ترجمہ: اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اُٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے کھاؤ، اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ آٹھ نر و مادہ، ایک جوڑا بھیڑ کا اور ایک جوڑا بکری کا، تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں کسی علم سے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور ایک جوڑا اُونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا، تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہیں، کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا؟ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے، بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام، مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت کہ وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا

جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا، تو جو ناچار ہوا نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی مگر جو ان کی پیٹھ میں لگی ہو یا آنت میں یا ہڈی سے ملی ہو، ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں۔

ان آیات میں اہل جاہلیت کی توبیخ کنہ کی گئی جو اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام ٹھہرالیا کرتے تھے۔ جن کا ذکر اُوپر کی آیات میں آچکا ہے جب اسلام میں احکام کا بیان ہوا تو اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے جدال کیا اور ان کا خطیب مالک بن عوف جشمی سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ یا محمد (ﷺ) ہم نے سنا ہے آپ ﷺ ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے بغیر کسی اصل کے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کرلیں اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے اور ان کے نفع اُٹھانے کے لئے پیدا کیے، تم نے کہاں سے انہیں حرام کیا ان میں حرمت نر کی طرف سے آئی یا مادہ کی طرف سے۔ مالک بن عوف یہ سن کر ساکت اور متحیر رہ گیا اور کچھ نہ بول سکا۔ نبی ﷺ نے فرمایا بولتا کیوں نہیں۔ کہنے لگا آپ ﷺ فرمایئے میں سنوں گا۔

سبحان اللہ سید عالم ﷺ کے کلام کی قوت اور زور علم نے اہل جاہلیت کے خطیب کو ساکت و حیران کر دیا اور وہ بول ہی کیا سکتا تھا اگر کہتا کہ نر کی طرف سے حرمت آئی تو لازم ہوتا کہ تمام نر حرام ہوں اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے تو ضروری ہوتا کہ ہر ایک مادہ حرام ہو اور اگر کہتا جو پیٹ میں ہے وہ حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے کیونکہ جو پیٹ میں رہتا ہے وہ نر ہوتا ہے یا مادہ، وہ تخصیصیں قائم کرتے تھے اور بعض کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیتے تھے۔ اس حجت نے ان کے اس دعویٰ تحریم کو باطل کر دیا۔ علاوہ بریں ان سے یہ دریافت کرنا کہ اللہ نے نر حرام کئے ہیں یا مادہ یا ان کے بچے؟ یہ منکر نبوت مخالف کو اقرارِ نبوت پر مجبور کرتا تھا کیونکہ جب تک نبوت کا واسطہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کا کسی چیز کو حرام فرمانا کیسے جانا جا سکتا ہے چنانچہ اگلے جملہ نے اس کو صاف کیا ہے۔

احادیث مبارکہ

☆ احادیث پاک میں چند ضروری اُمور میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ترمذی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن ''کیلے'' والے درندہ سے اور پنجہ والے پرندے سے اور گھریلو گدھے سے اور جثمہ اور خلیسیہ سے ممانعت فرمائی اور حاملہ عورت جب تک

وضع حمل نہ کرلے اس کی وطی سے ممانعت فرمائی یعنی حاملہ لونڈی کا مالک ہو یا زانیہ عورت حاملہ سے نکاح کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اس سے وطی نہ کرے۔

فائدہ

جثمہ یہ ہے کہ پرندے یا کسی جانور کو باندھ کر اس پر تیر مارا جائے۔ خلیسیہ یہ ہے کہ بھیڑیئے یا کسی درندہ نے جانور پکڑا اور اس سے کسی نے چھین لیا اور ذبح سے پہلے وہ مر گیا۔

(۲) ابوداؤد و دارمی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنین (پیٹ کا بچہ) کا ذبح اس کی ماں کے ذبح کی مثل ہے۔

(۳) احمد و نسائی و دارمی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال کرے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حق کیا ہے۔ فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ سر کاٹے اور پھینک دے۔

(۴) ترمذی و ابوداؤد میں ابو وقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ اُونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور زندہ دنبہ کی چکی کاٹ لیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زندہ جانور کا جو ٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے کھایا نہ جائے۔

(۵) دار قطنی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کے جانور مچھلی کو خدا نے حلال کر دیا ہے۔

(۶) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حمار وحشی (گورخر) دیکھا اس کا شکار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس گوشت کا کچھ ہے۔ عرض کی ہاں، اس کی ران ہے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر تناول فرمایا۔

(۷) بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا ہم نے خرگوش بھگا کر پکڑا۔ میں اس کو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا اُنہوں نے ذبح کیا اور اس کی پٹھ اور رانیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائیں۔

(۸) صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت

کھاتے دیکھا ہے۔

(۹) صحیحین میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں تھے۔ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ٹڈی کھاتے تھے۔

(۱۰) صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں جیش الخبط میں گیا۔امیر لشکر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ہمیں بہت سخت بھوک لگی تھی۔دریا نے مری ہوئی ایک مچھلی پھینکی کہ ویسی مچھلی ہم نے نہیں دیکھی اس کا نام عنبر ہے۔ہم نے آدھے مہینے تک اسے کھایا۔ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ہڈی کھڑی کی۔بعض روایت میں ہے پسلی کی ہڈی تھی۔اس کی کجی اتنی تھی کہ اس کے نیچے سے اُونٹ مع سوار گزر گیا۔جب ہم واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اللہ نے تمہارے لئے رزق بھیجا ہے اور تمہارے پاس ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ہم نے اس میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔

(۱۱) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وزغ (چھپکلی اور گرگٹ) کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے کافروں نے جو آگ جلائی تھی اسے یہ پھونکتا تھا۔

(۱۲) صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ اس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فویسق رکھا یعنی چھوٹا فاسق یا بڑا فاسق۔اس میں دونوں کا احتمال ہے۔

(۱۳) صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چھپکلی یا گرگٹ کو پہلی ضرب میں مارے اس کے لئے سو نیکیاں ہیں، دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔

(۱۴) ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔

(۱۵) ابوداؤد نے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

(۱۶) ابوداؤد و ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کھانے اور اس کے ثمن کھانے سے منع فرمایا۔

(۱۷) امام احمد و ابن ماجہ و دارقطنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہمارے لئے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں۔ دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

(۱۸) ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دریا نے جس مچھلی کو پھینک دیا ہو اور وہاں سے پانی جاتا رہا۔ اسے کھاؤ اور جو پانی میں مر کر تیر جائے اسے نہ کھاؤ۔

(۱۹) شرح السنہ میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو بُرا کہنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ نماز کے لئے اذان کہتا ہے یا خبردار کرتا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ وہ نماز کے لئے ہی اذان کہتا ہے۔

☆ گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جزوِ بدن ہو جاتی ہے اور اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے سے اندیشہ ہے کہ انسان بھی ان بُری صفتوں کے ساتھ متصف ہو جائے لہٰذا انسان کو ان کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

☆ ضروری نہیں کہ عالم دنیا کے جملہ جانور عرب میں پائے جائیں اور ان کا حکم احادیث مبارکہ میں ہو اور نہ ہی عرب میں موجود جانوروں میں تمام کے احکام حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً بیان فرمائے ہیں بلکہ بہت سے جانوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول نہیں فرمایا۔ اس کے باوجود بعض از راہ جہالت یا محض تعصب مذہبی سے اسے حلال قرار دے رہے ہیں مثلاً گوہ، گھوڑا۔ ایسے گوشت کے اجزاء مثلاً اوجھڑی وغیرہ۔ اسی لئے ضروری ہے کہ فقیر محدثین کرام فقہائے عظام کے قائم کردہ قواعد و ضوابط لکھ دے تاکہ اہل علم اور عوام کو چند جانوروں کی حلت و حرمت اور کراہت سمجھنے میں آسانی ہو۔

☆ کیلے (جانوروں کے منہ میں آگے کی طرف والے وہ دو دانت جن سے وہ شکار پکڑتا ہے) والا جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے۔ جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بکو، کتا وغیرہ کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔ اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ (درمختار)

☆ پنجہ والا پرندہ جو پنجہ سے شکار کرتا ہے حرام ہے۔ جیسے شکرا، باز، بہری، چیل، حشرات الارض حرام ہیں جیسے چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس، سانپ، بچھو، بر، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کلی، مینڈک وغیرہ۔ (شامی)

☆ گھریلو گدھا اور خچر حرام ہے اور جنگلی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں حلال ہیں۔ گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں۔ یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل آلہ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے۔ (شامی)

مسئلہ

کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے۔ غراب القبع یعنی "کوا" جو مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مہو کا کہ یہ بھی کوے سے ملتا جلتا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ (شامی)

☆ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر اُلٹ گئی وہ حرام ہے۔ مچھلی کو مارا اور وہ مر کر اُلٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں۔ (درمختار)

☆ ٹڈی بھی حلال ہے۔ مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ دو مردے حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔

☆ پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مر گئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور مر گئی یا جال میں پھنس کر مر گئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مر گئیں اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مریں یا گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مر گئی۔ ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔ (درمختار ردالمختار)

☆ جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں۔ اسی بناء پر اس کی حلت وحرمت میں بھی اختلاف ہے۔ بظاہر اس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔

☆ چھوٹی مچھلیاں بغیر پیٹ چاک کئے بھونی گئیں ان کا کھانا حلال ہے۔ مچھلی کا پیٹ چاک کیا اس سے موتی نکلا اگر یہ سیپ کے اندر ہے تو مچھلی کا مالک اس کا مالک ہے۔ شکاری نے مچھلی بیچ دی تو یہ موتی خریدار کا ہے۔ اگر موتی سیپ میں نہیں تو خریدار موتی شکاری کو واپس کر دے اور یہ لقطہ ہے اور مچھلی کے پیٹ میں انگوٹھی یا روپیہ یا اشرفی یا کوئی زیور ملا تو لقطہ ہے اگر یہ شخص خود محتاج وفقیر ہے تو اپنے صرف میں لا سکتا ہے ورنہ تصدق کر دے۔ (شامی)

☆ بعض گائیں، بکریاں غلاظت کھانے لگتی ہیں انہیں جلالہ کہتے ہیں۔ اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں۔ اسی طرح جو مرغی غلاظت کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں۔ جو مرغیاں آزاد پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جبکہ غلیظ کھانے کے عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں۔ (عالمگیری ردالمختار)

☆ بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لئے بدبودار ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا حکم بھی وہی ہے جو جلالہ کا ہے اگر اس کے گوشت سے بدبو دفع ہو گئی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ ممنوع ہے۔

☆ بکری کے بچہ کو کتیا کا دودھ پلاتا رہا اس کا بھی حکم جلالہ کا ہے کہ چند روز تک اسے باندھ کر چارہ کھلائیں کہ وہ اثر جاتا رہے۔ (عالمگیری)

☆ بکری سے کتے کی شکل کا بچہ پیدا ہوا اگر وہ بھونکتا ہے تو نہ کھایا جائے اور اگر اس کی آواز بکری کی طرح ہے کھایا جا سکتا ہے اور اگر دونوں طرح کی آواز دیتا ہے تو اس کے سامنے پانی رکھا جائے اگر زبان سے چاٹے کتا ہے اور منہ سے پیئے تو بکری ہے۔ اگر دونوں طرح پیئے تو اس کے سامنے گھاس اور گوشت دونوں چیزیں رکھیں گھاس کھائے تو بکری ہے مگر اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جائے کھایا نہ جائے اور گوشت کھائے تو کتا ہے اور اگر دونوں چیزیں کھائے تو اسے ذبح کر کے دیکھیں اس کے پیٹ میں معدہ ہے تو کھا سکتے ہیں اور نہ ہو تو نہ کھائیں۔ (عالمگیری)

☆ جانور کو ذبح کیا وہ اُٹھ کر بھاگا اور پانی میں گر کر مر گیا یا اُونچی جگہ سے گر کر مر گیا اس کے کھانے میں حرج نہیں کہ اس کی موت ذبح ہی سے ہوئی۔ پانی میں گرنے یا لڑھکنے کا اعتبار نہیں۔ (عالمگیری)

☆ زندہ جانور سے اگر کوئی ٹکڑا کاٹ کر جدا کر لیا گیا مثلاً دنبہ کی چکی کاٹ لی یا اُونٹ کا کوہان کاٹ لیا یا کسی جانور کا پیٹ چاک کر کے اس کی کلیجی نکال لی تو یہ کاٹا ہوا ٹکڑا حرام ہے۔

☆ جدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ٹکڑا گوشت سے جدا ہو گیا اگرچہ ابھی چمڑا لگا ہو اور اگر گوشت سے اس کا تعلق باقی ہے تو وہ گوشت مردار نہیں یعنی اس کے بعد اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو یہ ٹکڑا بھی حلال ہے۔ (شامی)

☆ جانور کو ذبح کر لیا ہے مگر اس میں ابھی حیات باقی ہے تو اس کا ٹکڑا کاٹ لیا تو یہ حرام نہیں کہ ذبح کے بعد اس جانور کا زندوں میں شمار نہیں اگرچہ جب تک جانور ذبح کے بعد ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کا کوئی عضو کاٹنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

☆ شکار پر تیر چلایا اس کا کوئی ٹکڑا کٹ کر جدا ہو گیا اگر وہ ایسا عضو ہے کہ بغیر اس کے جانور زندہ رہ سکتا ہے تو اس کا کھانا حرام اور اگر اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا مثلاً سر جدا ہو گیا تو سر بھی کھایا جائے گا اور جانور بھی۔ (عالمگیری)

☆ زندہ مچھلی سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے۔ اگر کاٹنے کے بعد مچھلی پانی میں مر گئی تو وہ بھی حلال ہے۔ (ہدایہ)

☆ کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ جانور ذبح کر دو اس نے اُس وقت ذبح نہیں کیا مالک نے وہ کسی دوسرے کو بیچ دیا اب

اس ما مور نے ذبح کر دیا اس مامور کو تاوان دینا لازم ہے۔ ذابح کو بیع کا علم ہو یا نہ۔ (عالمگیری)

☆ جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے کتا وغیرہ۔ ذبح کرنے پر اس کا چمڑا، گوشت، چربی پاک ہو جاتے ہیں سوائے خنزیر کے کہ اس کا ہر جزو نجس ہے۔

لطیفہ

اسی لئے بطور لطیفہ فقہاء فرماتے ہیں کہ حلال و پاک میں فرق ہے۔

☆ انسان اگر چہ طاہر ہے مگر اس کا کھانا حرام ہے (یہ انسان کا اعزاز و اکرام ہے)

☆ نجس جانوروں کے ذبح کرنے کے بعد کھانے کے علاوہ دوسرے اُمور میں استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے اور ان کے گوشت چربی وغیرہ سے کپڑا وغیرہ نجس نہ ہوں گے۔

☆ جن جانوروں کی حرمت قرآن و احادیث میں منصوص ہے وہ بلاشبہ حرام ہیں۔

قاعدہ

جن جانوروں کے بالکل خون نہیں جیسے مکھی، بھنبھیری، بھنگا، پتنگا، تتلی، گرولا، بھونرا، بھڑ، جونک، جوں، جھینگر، مکڑی، بچھو، کچھڑی، چیونٹی، چیونٹا، جگنو، بیر بھوئی، دیمک کنسلائی بوٹ کملا وغیرہ سب حرام ہیں مگر ٹڈی بغیر ذبح کے بھی حلال ہے۔

☆ جن جانوروں میں خون ہے لیکن خون بہتا ہوا نہیں ہے جیسے سانپ، چھپکلی، گرگٹ وغیرہ سب حرام ہیں۔

☆ جو جانور کہ حشرات الارض ہیں یعنی زمین کے اندر رہتے ہیں جیسے چوہا، چھچھوندر، گھوس، نیولا وغیرہ سب حرام ہیں مگر خرگوش حلال ہے۔

☆ جو جانور کہ دریا میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں زندگی بسر کرتے ہیں جیسے مینڈک، کیکڑا، مگر مچھ، کچھوا وغیرہ سب حرام مگر مچھلی مردہ بھی حلال ہے لیکن وہ مچھلی جو خود مر کر پانی پر اُلٹی ہو جائے اس کو طافی کہتے ہیں وہ بلاشبہ حرام ہے اور چھوٹی مچھلی جس سے جدا ہونا پتے کا ممکن نہیں اصح یہ ہے کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور جھینگے میں اختلاف ہے جو کہتے ہیں وہ مچھلی ہے ان کے نزدیک حلال ہے اور جو کہتے ہیں مچھلی نہیں ان کے نزدیک حرام ہے اور کالی مچھلی اور مارما ہی امام محمد کے ہاں حرام ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف حلال کہتے ہیں اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

☆ وہ جانور کہ جن میں دم مسفوح یعنی خون بہتا ہوا ہے۔ گھانس، پتے وغیرہ کھاتے ہیں دانتوں سے زخم اور شکار نہیں کرتے

جیسے اُونٹ، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا پالتو ہوں یا جنگلی اور نیل گائے گورخر ہوں بارہ سنگھا یہ سب حلال ہیں۔

گھوڑا حلال یا مکروہ

☆ گھوڑا جسے عربی میں فرس کہتے ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حلال ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں مکروہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کراہت تحریمی مراد ہے بعض تنزیہی کہتے ہیں۔ ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اول اصح ہے یعنی بر تقدیر روایت کراہت، کراہتِ تحریمی اصح ہے یہ صاحب ہدایہ کے نزدیک ہے۔

سوال

جو صرف صاحب ہدایہ کی رعایت لکھ رہے ہیں کہ گھوڑا مکروہ تحریمی ہے حالانکہ ان کے محققین فقہاء کے نزدیک تنزیہی صحیح اور معتبر ہے کافی میں لکھا ہے انہ مکروہ کراھۃ تنزیہ گھوڑا مکروہ تنزیہی ہے۔ یہی ہے بزدوی اور ابوالمعین اور قاضی خاں نے بھی اس کو اختیار کیا ہے اور اسیجابی نے کہا **ھذا وفق بالناس فی بیع لحمہ من غیر تکتیر** یعنی کراہت تنزیہی بہتر ہے اس لئے کہ گوشت (گھوڑے کا) علی العموم بکتا ہے کسی نے آج تک منع نہیں کیا یہی بات موافق قیاس کے بھی ہے۔ اس لئے یہ ظاہر روایت ہے اور ظاہر روایت کے خلاف اس کا معتبر نہیں بذریعہ ضرورت کے لہٰذا یہ بات بر تقدیر کراہت کے ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم نے رجوع کیا ہے۔ تین دن وصال سے پہلے طرف مذہب صاحبین کے اور یہی قول مفتی بہ ہے چنانچہ کفایہ بیہقی اور درمختار وغیرہ کتب معتبرہ میں اسی پر لفظ علیہ الفتویٰ کا موجود ہے اور یہی قول معمول بہ ہے لہٰذا سارے عالم میں گھوڑے کو بے تکلف ذبح کرتے ہیں اور بغیر انکار اور استنکار کے کھاتے چلے آئے ہیں۔ صید یہ شیخ الاسلام میں لکھا ہے **حالات فتویٰ بر آنست کہ خورند** اب فتویٰ اس پر ہے کہ کھائیں۔

جواب

جن فقہاء کرام نے مکروہ تنزیہ کا فتویٰ دیا ہے وہ اسی علت کی بناء پر ہے جو ہم نے ابتداء میں لکھی ہے۔ جنہوں نے کراہت تحریم کو برقرار رکھا ہے ان کا مؤقف اس لئے صحیح ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جن اشیاء کے جواز کا اظہار مطلوب ہوتا تو کبھی کبھار خود استعمال فرما لیتے یا جواز کی تصریح یا اشارہ فرما دیتے۔ گھوڑے کے لئے کبھی ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھوڑوں کی کثرت اور شدید ضرورت کے باوجود اسے کھایا۔ غیر مقلدین پر حیرانی ہے کہ ایک طرف تو مدعی ہیں کہ ہم وہ عمل کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

☆وہ پرندے جو پنجے سے زخم اور شکار نہیں کرتے اور دانہ چگتے ہیں جیسے چکور، بٹیر، لال، چرکوا، نیک کنٹھ، ہدہد، مرغی، بطخ، کبوتر، چڑیا، بگلا، ممولا، چنڈول، مرغابی، بلبل، مور، بیا، تبرا، چکوی، چکوہ، تیتر، ابابیل، بکلک، قاز، شتر مرغ، توتی، قمری، بوقلموں، فاختہ، مینا، اگن، پوئی وغیرہ حلال ہیں۔ جاننا چاہیے کہ توتی اُردو میں کس جانور کو کہتے ہیں۔

توتی اور طوطا کی تحقیق

☆''توتی'' اس جانور کو کہتے ہیں جو چڑیا کے برابر اور اس کے پر زردی مائل ہوتے ہیں اور ''طوطا'' اس جانور کو کہتے ہیں کہ اکثر اس کا رنگ سبز اور چونچ ٹیڑھی ہوتی ہے اور پڑھانے سے چند الفاظ سیکھ لیتا ہے اور توتی سے بڑا ہوتا ہے۔ فارسی میں طوطی اور دکھنی میں رانوہ اور عربی ببغا کہتے ہیں۔ رسالہ صیدیہ صدر جہاں میں تصریح موجود ہے کہ وہ دونوں امام اعظم کے ہاں حلال ہیں۔ بعض علماء نے بحیثیت بدبودار ہونے کی وجہ سے ببغا کے گوشت کو حرام لکھا ہے لیکن قول اول صحیح ہے۔

سوال

تم توتی کو حلال کہہ رہے ہو حالانکہ بعض فقہاء حرام لکھتے ہیں۔

طوطا کہ مرغیت معروف حلال است کمافی السراج المنیر وببغا کے کہ پروے زرد و آنرا طوطی گویند واین لغت فارسی است ودراردو وھندی مستعمل نزد بعض حرام بجهت بودی گوشت آن خبیث بعض آنرا حلال گویند بجهت خورد نش پاکی راونہ آن صاحب پنجہ است ونہ آن بقتل آن حکم از شارع ثابت شدہ وکھنی ثابت شدہ ونہ از صاحبان سم است۔ (حیات الحیوان)

جواب

یہ تحقیق چند وجوہ سے غلط ہے۔

(۱) اُردو میں ببغا کو توتی کہتے ہی نہیں ہیں بلکہ طوطا جیسا کہ حاشیہ منتخب النفائس میں لکھا ہے۔

(۲) جسے اُردو میں توتی کہتے ہو اس میں ہرگز خلاف نہیں ہے اس لئے کہ از قسم عصفور یعنی چڑیا سے ہے اسی سبب سے اس کا علیحدہ حکم کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے۔

(۳) باوجودیکہ مفتی محمد تابع نے سراج المنیر میں لکھا کہ بعض علماء نے طوطا یعنی ببغا میں خلاف کیا تھا اور مفتی بہ حلت تھی تصریح کردی کہ وہ طوطی جس کو ہندی میں طوطا کہتے ہیں حلال ہے تا کہ کسی پر توتی اور طوطا مشتبہ نہ رہے پھر بھی کسی کی اپنی سمجھ

کا قصور ہو تو اس کا کیا علاج؟

(۴) حضرت علامہ کمال الدین دمیری صاحبِ حیات الحیوان شافعی المذہب ہیں تو اس کا علی الاصح حرام کہنے سے امام اعظم کے نزدیک کیونکر حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(۵) معترض کا کہنا کہ وہ جانور جس کو ہندی میں طوطا کہتے ہیں۔عربی میں اسے توتی کہتے ہیں سراسر غلط ہے توتی فارسی میں کہتے ہیں عربی میں ببغا۔

☆ جو درندے کہ دانتوں سے زخم اور شکار کرتے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا، ہندار، تیندوا، لومڑی، چیتا، بجو، ریچھ، بندر، لنگور، گیڈر، سیاہ گوش، ہاتھی وغیرہ حرام ہیں۔

☆ جو پرندے پنجے سے زخم اور شکار کرتے ہیں جیسے باز، باشا، بہری، ترمتی، چیل، شکرا وغیرہ حرام ہیں۔

☆ جو پرند نرا مردار کھاتے ہیں جیسے ہما، گدھ وغیرہ وہ حرام ہیں۔

کواکی اقسام

☆ کوا کی چار اقسام ہیں۔

(۱) ایک وہ کہ صرف دانہ چگتا ہے اس کو فارسی میں زاغ کہتے ہیں ہیں۔کشت عرب میں غراب الزرع کہتے ہیں۔

(۲) دوسرا وہ کہ صرف مردار کھاتا ہے اس کو عربی میں ابقع کہتے ہیں وہ حرام ہے۔

(۳) تیسرا وہ کہ پنجہ سے شکار کرتا ہے اس کو فارسی میں کلاغ اور عربی غدف کہتے ہیں وہ حرام ہے۔

(۴) چوتھا وہ جو کہ دانہ بھی کھاتا ہو اور مردا بھی اس کو عکہ اور عقعق کہتے ہیں حلال ہے۔امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے ہاں مکروہ تحریمی ہے۔اول مفتی بہ اور صحیح ہے۔

☆ وہ جانور حلال ہیں جو پاک غذا کے علاوہ مردار بھی کھاتے ہیں یہ ہیں۔اُونٹ اور گائے ان کو دس روز تک اور بکری کو چار روز تک اور مرغی وغیرہ کو تین دن تک باندھ کر اور بند کر کے دانہ اور گھاس دیں۔اس کے بعد ذبح کریں اسی پر فتویٰ ہے۔مگر یہ ان جانوروں میں ہے جن کے گوشت کھانے سے نجاست کی بدبو نہ آتی ہو جب تک ان میں سے بدبو باقی رہے باندھ رکھنا ضروری ہے۔

☆ جن جانوروں کے ماں باپ میں ایک حلال ہو اور دوسرا حرام ان میں اعتبار ماں کا ہے۔اگر ماں حلال ہے بچہ بھی حلال ہے۔اگر ماں حرام ہے بچہ بھی حرام ہے جیسے بغل یعنی خچر حرام ہے جب ماں اس کی گدھی ہو اور جب ماں اس کی گھوڑی ہو

تو نزدیک صاحبین کے بلاشبہ حلال ہے۔ مگر شافعی اس کو بھی حرام کہتے ہیں اور جب ماں اس کی گائے ہو تو سب کے نزدیک حلال ہے۔

☆ شافعی المذہب میں ہر جانور حلالی ہے سوائے اس کے جس میں چار قاعدے پائے جائیں وہ حرام ہے۔ اول یہ کہ کلام اللہ یا حدیث میں اس کی حرمت مذکور ہو۔ دوسرا یہ کہ جس کے مارنے کو حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جیسے چیل، چوہا گھریلو۔ تیسرا یہ کہ جس کے مارنے کو رسول مقبول ﷺ نے مارنے سے ممانعت فرمائی۔ (مزید تفصیل کتب شوافع سے حاصل کریں)

☆ خشکی کے جانور چار قسم کے ہیں۔ (۱) چرندے (۲) پرندے (۳) درندے (۴) حشرات الارض یعنی کیڑے۔

☆ زمین کے چرندے کی دو قسم ہیں انسی اور وحشی۔ انسی حلال ہیں جیسے بکری، گائے، اُونٹ، بھینس اور بعض مکروہ ہیں جیسے گھوڑے، خچر، گدھا وغیرہ۔ خچر میں کراہت زیادہ ہے گدھے سے اور گدھے میں زیادہ گھوڑے سے۔

☆ بعض جانور وحشی میں سے حلال ہیں جیسے گائے وحشی، بکری وحشی، بھینس وحشی، ہرن گورخر اور ابن ادریس کہتا ہے کہ گورخر مکروہ ہے اور سوائے ان کے سب حرام ہیں اور پرندوں سے وہ حلال ہیں جیسے قمری مویچہ، کبک دراج، زاغ سیاہ کہ چونچ اس کی سرخ ہو اور زاغ خاکستری اور مرغاب، خاب چڑیا وغیرہ سب حلال ہیں اور بعض مکروہ ہیں جیسے ہدہد، ابابیل، فاختہ اور بعض حرام ہیں جیسے کوا جنگلی اور سیاہ کہ پہاڑوں میں رہتے ہیں اور مردار کھاتے ہیں اور مور، چمگادڑ حرام ہیں۔ وہ جانور جو سنگدان اور چنبہ دان اور کارپس یا جیسے تیتر اور مرغ رکھتے ہیں رکھتا ہو اور وہ جانور پرندہ کہ سنگدان وار چنبہ دان اور خارپش رکھتا ہو حلال ہے مگر وہ جانور کہ حکم صریح شرع اس کی حرمت میں وارد ہوا اور لازم نہیں کہ تینوں رکھتے ہوں بلکہ ان میں ایک کا ہونا کافی ہے اور وہ پرندہ کہ اُڑنے میں بازو کو حرکت دے ایسے ہی حلال ہے وہ جانور کہ اُڑنے میں بازو کو کبھی حرکت دیتا ہو اور کبھی نہ دیتا ہو لیکن حرکت دینا زیادہ ہو اور یا دونوں برابر ہوں اور اگر حرکت نہ دینا زیادہ ہو حرام ہے اور جانوران آبی میں بھی یہی شرط ہے کہ جو سنگدان اور چنبہ دان اور خارپس رکھتے ہوں۔

☆ وہ جانور حلال ہیں جو مچھلی کھاتے ہیں اور وہ پرندے حرام ہیں جو شکار کرتے ہیں جیسے بہری، باز، باشہ، شاہین، چرغ، کرگس، عقاب۔

☆ وہ درندے چار پائے جو دانتوں سے زخم کرتے ہیں حرام ہیں اور حرام ہیں تمام حشرات الارض جیسے سانپ، بچھو، چوہا خانگی ہو یا جنگلی، گھوس، سمور، سنجاب سیاہی، گرگٹ، گلہری، زنبور، مکھی، کیک پشہ وغیرہ۔

☆ بعض شافعی فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس میں اکراماً کی قید بڑھائی ہے یعنی بہجت بزرگی کے اس کے قتل سے ممانعت

ہوئی جیسے ابابیل، ہدہد۔ چوتھا یہ کہ خبیث جاننا اس کو عرب نے یعنی جن جانوروں کے حق میں حکم تحریم اور تحلیل اور قتل اور عدم قتل کا کلام اللہ اور حدیث میں نہ پایا جائے اس لئے مشکل ہوا ہو۔ ہم کو اس کا حکم اشراف عرب کے طرف رجوع کرنا چاہیے نہ کہ جنگلیوں کے۔ اگر وہ اس کو پاکیزہ جانتے ہوں یا کھاتے ہوں وقت آسودگی کے یا اس کا نام رکھیں مثل جانور حلال کے تو وہ بھی حلال ہے اور اگر بد جانتے ہوں عرب تو وہ حرام ہے جیسے الو کہ اس کو عربی میں بوم کہتے ہیں حرام ہے سب قسم اس کی۔ مگر بعض کتابوں میں حنفی کی مثل برجندی اور مطالب المومنین اور خزانۃ المفتین وغیرہ کے لکھا ہے کہ بوم کھایا جاتا ہے اور بعض مالکیہ بھی حلال کہتے ہیں اور جس جانور کی حرمت کا حکم کریں یا عرب نام رکھیں مثل جانور حرام کے تو وہ حرام ہے اور اگر پاکیزہ جانتے ہوں اس کو بعض اور بد جانتے ہوں اور لوگ تو اطاعت چاہیے ہم کو قریش کی اگر مختلف ہوں قریش بھی یا سکوت کریں، نہ حلت حکم کریں نہ حرمت کا، یا نہ پاویں ہم قریش اور عرب کو تو اعتبار کرنا چاہیے حلت اور حرمت میں اسی جانور کا جو مشابہت زیادہ رکھتا ہو اس سے اور مشابہت کبھی ہوتی ہے صورت میں جیسے گینڈا جسے کہ ترکی میں کرگدن اور فارسی میں بھی کرگدن اور عربی میں حریش بفتح حائے مہملہ کہتے ہیں مشابہت رکھتا ہے صورت میں بھینس سے اور عضو تناسل کے اندر ہونے میں ہاتھی سے مشابہت رکھتا ہے۔ بعض کتب حنفیہ میں لکھا ہے کہ نزدیک ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے حلال ہے اس واسطے کہ مثل بھینس کے ہیں اور امام محمد کے نزدیک حرام ہے اس جہت سے کہ مشابہت بہ ہاتھی ہے اسی سبب سے مختلف فیہ ہے۔ نزدیک شافعیہ کے اور کتب مالکیہ اور حنبلیہ میں تصریح اس کی نظر نہیں پڑی اور بعض علماء اثناء عشریہ سے بھی حلت منقول ہے اور مشابہت کبھی ہوتی ہے طبیعت میں یعنی حفاظت اور دشمنی میں پھر اگر برابر ہوں دونوں چیزیں نہ پائیں اس جانور کو جو مشابہ ہوا اس کے پس صحیح یہ ہے کہ وہ جانور حلال ہے۔ بعض اصحاب شافعی نے لکھا ہے کہ جس جانور میں یہ چار شرطیں نہ پائی جائیں اس کے حکم میں رجوع کرنا چاہیے۔ شریعت سابقہ کے نزدیک جو ہماری شریعت سے جیسے نصاریٰ اگر ان کی شریعت میں حلال ہو تو حلال ہے اگر حرام ہے تو حرام ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جس جانور کی حرمت کلام اللہ اور حدیث سے ثابت ہو وہ حرام ہے سوا اس کے اور جانوروں کو حرام نہ کہنا چاہیے۔ ہاں جو چار پایہ کہ دانت سے اور جو پرندہ پنجے سے زخم اور شکار کرے اس کو مکروہ تحریمی جاننا چاہیے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی مثل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چار شرطوں مذکورہ کو اعتبار کرتے ہیں۔ پس مذہب شافعی اور حنبلی میں جیسے درندہ چار پایہ حرام ہے مثل شیر وغیرہم ویسے درندہ ہی پرندوں کا مثل باز، بہری وغیرہ اور جس طرح وہ جانور حرام ہے جن کے مارنے کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جیسے سانپ، بچھو، چوہا، خانگی اسی طرح حرام ہیں۔ وہ جانور کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

مارنے کا منع فرمایا جیسے چیونٹی، شہد کی مکھی، ابابیل، ہدہد، چمگادڑ اور حرام سیاہ گوش نیولا، ساہی، طوطا، بوم وغیرہ اور لکلک، طاؤس عکہ میں اختلاف ہے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اظہر یہ ہے کہ لکلک حلال ہے اور شیخ الاسلام نے فتویٰ حرمت ہر تینوں کے لئے دیا اور حلال ہے۔ کوا سیاہ اور مٹیلا رنگ لیکن کوے سیاہ میں اختلاف ہے فتویٰ حرمت ہے اور بلی پالتو بھی حرام ہے وحشی میں اختلاف ہے۔ اصح یہ کہ حرام ہے اور حلال ہیں نزدیک امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے اونٹ، گائے، بکری وحشی ہو یا انسی اور گھوڑا، بھینس وحشی ہو یا انسی اور ہرن گورخر، خرگوش، کفتار، سوسی تر کالکوشی جس کو عربی میں یربوع کہتے ہیں اور سمور سنجاب، قاقم حوصل وغیرہ اسی طرح حلال ہے فاختہ، کبوتر وحشی یا انسی، بلبل، مرغ، چکہ، شتر مرغ، بط، قاز اور جو جانوران کی شکل اور خاصیت پر ہوں۔ نشانی حلت پرندوں کی دانہ چگنا اور نشانی حرمت کی مردار کھانا اور گوشت پنجے سے پھاڑنا اور حرام ہے نزدیک شافعی اور حنبلی کے مکھی، مچھر، چھچھوندر، گھوس جس کو فارسی میں خرموش کہتے ہیں اور عربی میں یلکہ کہتے ہیں۔ پس وہ بڑا بے امتیاز ہے جس شخص نے گھوس کو نزدیک امام شافعی کے حلال لکھا ہے اور امام مالک درندہ بہائم جیسے چیتا، شیر، بھیڑیا وغیرہ اور درندہ پرندہ جیسے باز، بہری اور حشرات الارض وغیرہ۔

تحقیق ذبح

☆ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذبح میں چار چیزیں کاٹنا چاہئیں۔ حلقوم جس میں دم جاتا ہے، مری جس میں کھانا جاتا ہے، ودہ جان وہ دو رگیں جو دو طرف گردن کے ہیں جن میں خون جاری ہوتا ہے اگر کاٹی جائیں اکثر ان چاروں میں تو بھی حلال ہے۔ نزدیک امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے کہا امام محمد علیہ الرحمۃ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے ضرور کاٹنا حلقوم اور مری اور ایک دونوں ودہ جان کا مگر صحیح ہے قول ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا اس واسطے کہ اکثر کے لئے حکم ہے کل کا اور جامع صغیر میں لکھا ہے جبکہ کاٹا جائے نصف حلقوم اور نصف وداج اور نصف مری نہیں حلال۔ اس واسطے کہ حلال اُس وقت ہوتا ہے جب سب رگیں کٹیں یا اکثر اور نصف کے لئے نہیں حکم کل کا احتیاط کی جائے اور امام محمد علیہ الرحمۃ سے یوں روایت ہے کہ جس وقت کاٹا جائے حلقوم اور مری اور اکثر ودہ جان سے حلال ہے اور جس میں اس قدر نہ کٹے وہ حلال نہیں۔ ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ یہ اصح جوابات سے ہے جاننا چاہیے کہ حلال کرنا دو قسم ہے اختیاری و اضطراری۔ اختیاری میں کاٹنا حلقوم وغیرہ کا چاہیے تیز چیز سے اور محل اس کا جبڑے کے نیچے سے جن پر گردن تک ہے اور وہ بھی دو قسم ہے ایک ذبح کہ سوائے اُونٹ کے اور جانوروں میں اول حلق میں کرتے ہیں۔ دوسرے نحر کہ اُونٹ کے آخر حلق میں نیزہ مار کر حلال کرتے ہیں اور اضطراری زخمی کرنا جانور کا ہے۔ جس جگہ ہو سکے ناچاری سے جیسے جانور کنوئیں میں جا پڑا وہاں جا کر ذبح نہیں سکتا

دور سے نیزہ مارے جہاں لگے حلال ہے یا صید ہو یا پالتو جانور کسی کا وحشی ہو جائے اگر چہ شہر میں ہو۔مگر بکری شہر میں اگر وحشی ہو جائے تو اس کو حلال کرنا اضطراری جائز نہیں اور وقت قدرت ذبح اور نحر پر حلال کرنا بطور اضطراری روا نہیں۔اگر نحر کیا گیا غیر اُونٹ کو یا ذبح کیا اُونٹ کو تو حلال ہے لیکن مکروہ ہے اس واسطے سنت اُونت میں نحر ہے اور غیر اس کے ذبح اور مضائقہ نہیں۔ذبح میں درمیان کل حلق کے خواہ اسفل خواہ اوسط خواہ اعلیٰ قصاب نے ذبح کیا بکری اندھیری رات میں سو کاٹا اعلیٰ کو حلقوم سے یا اسفل اس سے حرام ہے کھانا اس کا۔اس واسطے کہ یہ ذبح اپنی جگہ پر نہیں ہوا بعد اس کے جاننا چاہیے کہ شرائط ذبح کی کئی اقسام ہیں بعض اس کے شامل ہیں۔ذبح اختیاری اور اضطراری دونوں کو اور بعض ان کے خاص ہیں ایک میں نہ دوسرے میں شرط عام۔جیسے ذبح کا عاقل ہونا پس نہ کھایا جائے گا مجنون کا ذبیحہ اور لڑکے کا کہ عقل نہیں رکھتا۔پھر اگر ہو لڑکا کہ جانتا ہو ذبح کو اور قادر اس پر کھایا جائے گا۔ذبیحہ اس کا اسی طرح سے حکم ہے۔مدہوش اور اس کا مسلمان یا کتابی ہونا پس نہ کھایا جائے گا ذبیحہ مشرک کا اور **بسم اللہ اکبر** کہنا اس کا وقت ذبح کے۔پس اگر **بسم اللہ** کہی کسی غیر نے ذابح چپ رہا اگر چہ بھولا نہ ہو حلال نہیں اور ارادہ کرنا ذبیح پر **بسم اللہ** کا بس اگر ارادہ کیا ہو اس سے شروع عمل کا تو حلال نہیں۔**بسم اللہ** کہنا واجب ہے ذابح پر ایسے ہی معین پر معین اس کو کہتے ہیں جو ذابح کے ہاتھ کے ساتھ اپنا ہاتھ چھری وغیرہ کہ ذبیح پر رکھ کر اعانت کرے ذبیح اور اللہ کے نام کے ساتھ اور کسی کا نام نہ لینا والا حلال نہیں اور قصد کرنا اسم اللہ سے تعظیم اس کی اور **بسم اللہ** کہنے کے بعد اختیاری میں فوراً ذبح کرنا پس ناجائز ہے۔تقدیم اس کی مگر اس قدر کہ اس سے چارہ نہیں اور اضطراری میں وقت تیر پھینکنے اور چھوڑے شکاری جانور کے اور شرط ہے کہ ذابح محرم نہ ہو۔یہ مذکور ہوا ان سب چیزوں کا جو ذابح سے تعلق رکھتی ہیں۔

نوٹ

اس مسئلہ کی مزید توضیح اور تفصیل فقیر کی تصنیف ''ذبح مافوق العقدہ'' میں پڑھیے۔

اب ان جانوروں کے متعلق تحقیق پیش ہے جو ہمارے دور کے بعض لوگوں نے حلال قرار دیئے ہیں حالانکہ ہمارے دور سے پہلے وہ حرام سمجھے جاتے رہے۔

کوا

☆ معروف زاغ (کوا) دیوبندی فرقہ نے حلال کہا۔ایک دیوبندی مولوی حبیب اللہ ڈیروی نے ''الشیی العجاب فی حلۃ

الغراب'' نامی پمفلٹ شائع کیا اور فقیر کے پڑوس پکالاڑان ضلع رحیم یار خان کے کورائی برادری نے کھایا اور چند سالوں بعد اس کی حلت کی تشہیر کے لئے سلانوالی (پنجاب) میں جشن منایا گیا۔ دراصل دیوبندیوں کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی نے نہ صرف حلال بلکہ اس کا کھانا ثواب لکھا ہے اسی لئے اب وہ اس کی حلت کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ یاد رہے کہ کوا کئی قسم کا ہے۔

عق عق

☆ منتخب اللغات صفحہ ۳۳۸ اور غیاث اللغات صفحہ ۳۴۷ میں لکھا ہے کہ ''عق عق'' ایک دشتی پرندہ ہے اور دشتی کے معنی جنگلی کے ہیں۔ دیسی کے نہیں تو عق عق کو دیسی کوا کہنا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم علیہ الرحمۃ سے عق عق کی بابت پوچھا تو آپ نے اسے حلال بتایا میں نے عرض کی وہ تو نجاستیں کھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا **یخلط النجاسته ثم یاکل** خالص نجاست نہیں کھاتا۔ بلکہ اسے غیر نجاست سے ملالیتا ہے پھر کھاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۵، صفحہ ۲۹۰)

دیسی کوا

☆ یہ چونکہ نجاست کو کسی شے کے ساتھ نہیں ملاتا بلکہ خالص نجاست کو بغیر کسی شے کے ساتھ ملائے کھاتا ہے لہٰذا وہ عق عق نہیں بلکہ اس کا نام ''غراب البقع'' ہے جو کہ نجاستیں بھی کھاتا ہے۔ خبیث بھی ہے (کہ سلیم الطبع شخص اس سے نفرت کرتا ہے) اور موذی بھی۔ بناء بریں کنز الدقائق میں ''غراب البقع'' کو حرام لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں جہاں ''عق عق'' کو حلال کہا ہے وہاں چند سطر بعد ''غراب البقع'' کو خبیث الطبع لکھا ہے۔ (صفحہ ۲۹۰ جلد ۵)

قرآن مجید نے آیت کریمہ **وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ** (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، ایت ۱۵۷) ﴿**ترجمہ**: اور (نبی اپنی امت پر) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔﴾ میں ہر خبیث شے کو حرام قرار دیا ہے نیز اطیب الطیبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ''غراب البقع'' کو فواسق میں شمار کرکے حل و حرم میں اس کے قتل کی اجازت بخشی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور فاسق ہیں حل اور حرم ہر جگہ قتل کئے جائیں (۱) سانپ (۲) غراب البقع (دیسی کوا) (۳) چوہا (۴) کاٹنے والا کتا (۵) چیل۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۳۰، مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۶)

جب حدیث شریف میں ذکر کردہ باقی چار جانور بسبب فاسق ہونے کے حرام ہیں تو دیسی کوا بھی حرام ہی ہے کیونکہ یہ بھی فاسق یعنی نافرمان ہے خبیث ہے، موذی ہے، نجاست خور ہے۔ کوے کے فاسق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے اسے پانی دیکھنے کے لئے بھیجا تو اس نے نافرمانی کی اور آپ کی اطاعت پر مردار خوری کو ترجیح دی۔ (حیاۃ

(الحیوان جلد۲، صفحہ۱۷۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا "جب رسول اللہ ﷺ نے کوے کو فاسق کہا تو اسے کون کھا سکتا ہے" واللہ ماھو من الطیبات خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۴۱)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے کوے کی بابت سوال کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ من یاکل بعد قول رسول اللہ ﷺ فاسقاً۔

آنحضرت ﷺ نے جب کوے کو فاسق کہہ دیا اب اس کا کھانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۴۱)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے اُس شخص پر تعجب ہے جو کوا کھاتا ہے حالانکہ حضور ﷺ محرم تک کو اس کے قتل کی اجازت بخشی اور اس کا نام فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں۔

(حیاۃ الحیوان جلد۲، صفحہ ۱۷۲)

ایک شخص بارگاہ اقدس سید عالم ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام پوچھا اس نے اپنا نام غراب بتایا یعنی کوا تو آپ ﷺ نے نام بدلا اور فرمایا انت مسلم اب سے تیرا نام غراب نہیں مسلم ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لانه خبيث الفعل خبيث المطعم

کوے کی چونکہ حرکتیں بھی خبیث ہوتی ہیں اور خوراک بھی خبیث ہوتی ہے

اس لئے آپ ﷺ نے غراب نام پسند نہیں کیا۔ (حیاۃ الحیوان جلد۲، صفحہ ۱۷۵)

اور مسلم کو پسند کیا کیونکہ مسلمان کے کام بھی اچھے ہوتے ہیں اور خوراک بھی پاک ہوتی ہے۔

عق عق جنگلی پرندہ ہے اور غراب البقع دیسی کوا وہ حلال ہے یہ حرام۔ وہ فاسق نہیں یہ فاسق ہے اس لئے ہدایہ میں لکھا ہے کہ محرم بحالت احرام عق عق کو نہیں مار سکتا۔ (ہدایہ اولین صفحہ ۲۸۲)

اگر عق عق دیسی کوے کا نام ہوتا تو صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ اس موذی کے مارنے سے ہرگز نہ روکتے۔ معلوم ہوا کہ "عق عق" جنگلی پرندہ ہے "دیسی کوا" نہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ "غراب البقع" خبیث الفعل، خبیث المطعم فاسق اور موذی جانور ہونے کی وجہ سے حرام ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ غراب البقع سے دیسی کوا مراد ہے۔ دیوبندی مولوی تو اس سے کرگس مراد لیتے ہیں۔ دیسی کوے کو مرغی کی طرح حلال جانتے ہیں (دیکھو احسن المسائل صفحہ ۳۵۸) تو ان کی ڈھن دوزی کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

علماءِ کرام نے البقع کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی۔

الذی فیه سواد و بیاض ابقع

وہ ہے جس کا کچھ کالا ہو اور کچھ سفید۔

(مشکوٰۃ بین السطور صفحہ ۲۳۶، مثلہ فی اشعۃ اللمعات جلد ۲، صفحہ ۳۷۷)

بقع الغراب وغيره بقعاً اختلف لونه فهو ابقع

کوے وغیرہ کا رنگ مختلف ہو تو اسے البقع کہتے ہیں۔ (المصباح المنیر جلد ۱، صفحہ ۸۰)

يقال للغراب البقع اذا كان فيه بياض وهو اخبث مايكون من الغربان

کوے کا کچھ حصہ سفید ہو تو اسے البقع کہتے ہیں ایسا کوا بڑا خبیث ہوتا ہے۔ (لسان العرب جلد ۸، صفحہ ۱۷)

الابقع ماخالط بياضه لون آخر وفيه الحديث

جس کے سفید رنگ کے ساتھ دوسرا رنگ ملا ہوا اس کو ابقع کہتے ہیں، حدیث خمس فواسق میں اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

(الہنایہ الا بن الاثیر جلد ۱، صفحہ ۱۴۵)

چونکہ کرگس کا رنگ خالص کالا ہوتا ہے اور دیسی کوے کا رنگ خالص کالا نہیں ہوتا بلکہ اس کی گردن کا رنگ بنسبت پر و بازو کے سفید ہوتا ہے اس لئے ''غراب البقع'' سے صرف دیسی کوا مراد ہے کرگس مراد نہیں یعنی عندالاحناف کرگس اور دیسی کوا اگرچہ دونوں حرام ہیں مگر کرگس کی وجہ حرمت اور ہے اور دیسی کوے کی وجہ حرمت وہ ہے جو بیان ہوئی۔

الغرض عق عق کو دیسی کوا سے تعبیر کرنا اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اسے حلال قرار دینا ڈیروی صاحب کی سراسر جہالت وفریب کاری ہے۔ دیسی کوا اغراب البقع ہے جو اہل سنت احناف کے نزدیک حرام ہے البتہ دیوبندی مسلک میں ''دیسی کوا کھانا نہ صرف جائز بلکہ کارِ ثواب ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۹۳)

فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے بنام ''ارتفاع النقاب عن وجہ الغرب'' اس کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تمام فقہاءِ کرام اور محدثین عظام کے نزدیک یہ دیسی کوا (زاغ معروف) حرام ہے۔

☆ قرآن مجید کا ارشاد ہے

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، ایت ۱۵۷)

ترجمہ: اور (نبی اپنی امت پر) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

لہٰذا اس آیت سے ہر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت ہے اور یہ کوا خبیث ہے اس لئے کہ اس کو طبیعت سلیمہ خبیث جانتی ہے اور نفرت کرتی ہے۔ ہر بھلا آدمی اگرچہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود حلال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ علانیہ کھاتے) اور یہ نفرت شرعاً اس کا خبث ہے جو موجب حرمت ہے۔

اشعۃ اللمعات شریف میں ہے

ومراد خبث آنچہ پلید داند، طبع سلیم ضد طیب

درمختار میں کوے کو ملحق بالخبائث لکھ کر فرمایا خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت وگھن کریں۔

اسی لئے کوے کی طرف زمانہ نبی کریم ﷺ سے آج تک کسی نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ کوا خبیث ہے اور آیت کریمہ **ویحرم علیهم الخبائث** میں داخل ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا

لانه حیوان خبیث الفعل خبیث المطعم یعنی کوا خبیث الفعل و خبیث المطعم

حیوان ہے۔ (حیواۃ الحیوان جلد ۲، صفحہ ۹۴)

☆ یہ کوا چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذا رسانی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے لئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لئے شکار حرام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی جانور ہیں یہ کوا بھی موذی ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو کوا کھاتا ہے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے محرم کے لئے اس کے قتل کی اجازت اور اس کا نام فاسق رکھا۔ خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں ہے۔

(سنن بیہقی جلد ۹ صفحہ ۳۸۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کون ہیں؟ کون ہے جو کوے کو کھائے جبکہ حضور ﷺ نے اس کو فاسق فرمایا ہے خدا کی قسم یہ پاک جانوروں میں سے نہیں ہے۔ (ابن ماجہ مترجم صفحہ ۴۹۷)

تفسیر موضح القرآن (صفحہ ۱۰۰) پر مذکور ہے کہ کوا ستھری چیز نہیں۔ (بلکہ خبیث و ناجائز ہے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانچ جانور ہیں کوئی حرج نہیں اس شخص پر جو ان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرے چوہا اور کوا اور چیل اور بچھو اور کٹکھنا کتا۔ (مشکوٰۃ)

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کوا موذی ہے اور فاسق جانور ہے اس کا وہی حکم ہے جو سانپ، بچھو، چوہے وغیرہ کا ہے جس طرح چوہا، سانپ، بچھو وغیرہ کھانا حرام، کوا کھانا بھی حرام ہے۔

کنز الدقائق میں ہے

لاالا بقع الذی یاکل الجیف

یعنی ابقع کو جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے

اس کی شرح فتح المعین میں ہے۔

هو الذی فیه سواد و بیاض ابقع۔

وہ ہے جس میں کچھ سیاہی و سفیدی ہو۔

جب صاحب کنزن ابقع کوحرام فرمایا اور شارح نے ابقع کی تفسیر کر کے تعین کردی کہ ابقع وہ ہے جس میں سیاہی و سفیدی ہو تو اب اس دیسی کوے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا؟ اس عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا ہے (جو دیابنہ کے بھی بزرگوار ہیں) اس میں مذکور ہے

مزاد از ابقع زاغ متعارف است رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازو یش سفیدے باشد۔

یعنی ابقع سے مراد وہ مشہور کوا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر و بازو کے سفید ہوتا ہے۔

اسی عبارت کا اُردو ترجمہ مولوی محمد احسن دیوبندی نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو ابلق کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ کوے کی حلت کا قول صرف مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا خانہ ساز فتویٰ ہے جو فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹۶ پر مذکور ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زاغ معروف کی حرمت کا قول کیا ہے اور کوا خور گنگوہی کا تعاقب کرتے ہوئے رسالہ "دفع زیغ زاغ" میں ہی زبردست اعتراضات وارد کئے جن کا مرتے دم تک گنگوہی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

لطیفہ

کوے نے جس طرح دیوبندی وہابی فرقہ میں ہلچل اور قلعہ دیوبند میں زلزلہ برپا کیا ہے اس پر عربی کا یہ شعر خوب چسپاں ہوا ہے

اذ کان الغرب دلیل قوم۔ سیھد یھم طریق الھالکین

جس فرقہ کا کوا رہنما ہو وہ انہیں ہلاک ہونے والوں ہی کی راہ دکھائے گا۔

اعتراف و جواب

اعتراض

قرآن مجید میں ہے کہ

اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ (پارہ ۷، سورۃ المائدۃ، ایت ۹۶)

ترجمہ: حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو۔

☆ مطلق اپنے اطلاق پر اور عام اپنے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ اس بناء پر آیت کریمہ "صید البحر وطعامہ" سے صاف معلوم ہوا کہ تمام دریائی جانوروں کا شکار بھی حلال ہے اور ان کا کھانا بھی۔

جواب احناف

امام غزالی علیہ الرحمۃ کے بقول السمك اکثر خلق اللہ مچھلیاں مخلوق خدا میں سب سے زیادہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی بیشمار قسمیں پیدا فرمائی ہیں کہ ایک جنس ہونے کے باوجود مختلف الاجناس دکھائی دیتی ہیں۔ان کے نام بھی شکل بھی جسامت بھی مختلف ہے۔بعض چھوٹی ہوتی ہیں بعض بہت چھوٹی بعض بڑی ہوتی ہیں اور بعض بہت بڑی۔صحابہ کرام کے لشکر گراں نے عنبر نامی جس دابۃ کو مہینہ بھر کھایا وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی آنکھ میں ۱۳ آدمی بیٹھ سکتے تھے۔

(مسلم شریف جلد۲،صفحہ ۱۴۷)

اور سیدنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب جانوروں کی دعوت کی تو عرصہ دراز سے اکٹھا کئے جانے والے سارے کھانے کو یکدم نگل جانیوالی بھی مچھلی ہی تھی۔سمندر میں اگرچہ اور جانور بھی موجود ہیں مگر وہ آٹے میں نمک کی حیثیت رکھتے ہیں۔مچھلیوں کے مقابلے میں کالعدم ہیں بلکہ ابتداء میں سمندر میں ماسوا مچھلیوں کے کوئی جانور نہ تھی۔

(حیات الحیوان صفحہ ۲۶۸،۲۶۹،جلد ا،صفحہ ۲۸،۲۹،جلد۲)

بنابریں صید البحر وطعامہ سے صرف مچھلیوں کا مراد ہونا آیت کے عموم واطلاق کے منافی نہیں بلکہ مچھلیوں کی تمام اقسام کو شامل ہونے کی وجہ سے دال بر عموم ہی ہے۔اندریں صورت آیۃ کریمہ کے معنی یہ ہوں گے کہ تم پر حلال کیا گیا دریا کی چھوٹی بڑی سب مچھلیوں کا شکار کرنا اور ان کو کھانا۔جس طرح یہاں صید البحر وطعامہ سے صرف مچھلی مراد ہے یونہی سورۃ النحل رکوع ۲ اور سورۃ الفاطر رکوع ۲ میں مذکور "لحما طریا" سے مفسرین عظام نے مچھلی ہی مراد لی ہے۔حالانکہ یہ لفظ بھی باعتبار لغوی معنی کے ہر تازہ گوشت پر بولا جاتا ہے۔درج بالا جواب درج ذیل حدیثوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔

احادیث

☆ حضور ﷺ نے خشکی کے جانوروں میں سے صرف مکڑی (ٹڈی جو مصلوں کو کھاتی ہے) اور دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی کی بابت ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو ہمارے ذبح کرنے کے بغیر (احلت لنا) ہمارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۱)

☆ سیدنا عمر ابن الخطاب اور سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مچھلی کو اور مکڑی کو (ذکی کلہ) دست قدرت نے ذبح کر دیا ہے تو انہیں بغیر ذبح کرنے کے کھاؤ۔

☆حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ ذکی لکم وصید البحر

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سمندری شکار کو ذبح فرمادیا ہے۔(تمہیں اس کے ذبح کی ضرورت نہیں)

☆سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی مسئلہ "مافی البحر" کہہ کر بیان فرمایا یعنی سمندری جانور کو اللہ تعالیٰ نے ذبح فرمادیا ہے۔ان چار حدیثوں سے پتہ چلا کہ "صید البحر اور مافی البحر" سے مراد وہی جانور ہے جسے پہلی حدیث میں "مچھلی" کہا گیا ہے۔

☆سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا

كل السمك ولا يضرك من صاده

مچھلی کا شکار مسلمان کرے یا غیر مسلم تمہارے لئے اس کے کھانے میں حرج نہیں۔

اُنہوں نے اس حدیث سے پہلے یہی مسئلہ مالقی البحر اور ماصید منه کہہ کر بیان فرمایا ہے۔معلوم ہوا کہ عام لفظ بولا جائے یا خاص مراد مچھلی ہی ہوتی ہے۔

☆دریا سے باہر پھینکی ہوئی مچھلیوں کی بابت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے کھانے کی اجازت دی پھر اپنا فتویٰ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو اُنہوں نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ قرآن مجید نے صید البحر کو حلال قرار دیا ہے اور صید البحر سے مراد وہ ہے جسے شکاری نے سمندر سے پکڑا اور طعام البحر سے مراد وہ ہے جسے سمندر نے باہر پھینکا۔(السنن للبیہقی جلد ۹،صفحہ ۲۵۲،۲۵۴)

ان سات حدیثوں سے معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کی اصطلاح میں سمک، حوت جیسے خاص الفاظ سے اور صیدالبحر ، طعام البحر مافی البحر جیسے عام الفاظ سے مچھلی ہی مراد ہوتی ہے۔سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ کتاب وسنت کا علم سب سے زیادہ ملا ہے اس لئے آپ کی تحقیق سب فقہاء سے اعلیٰ ہے۔

دراصل اس آیت میں محرم کے احکام بیان کئے گئے ہیں ۔اس کے لئے محرمات میں منجملہ دریائی شکار بھی ہے اور دریائی شکار سے مراد وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ ہے جس کی پیدائش دریا کے باہر خشکی میں ہو۔احناف نے اس کی تخصیص نہیں کی اور جانوروں کے علم کے مطابق فرمایا ہے کیونکہ یہ صرف مچھلی کا خاصہ ہے کہ صرف اور صرف وہی دریا میں پیدا ہوتی ہے بخلاف دوسرے دریائی جانوروں کے کہ ان کی بود و باش دریا میں سہی لیکن ان کی پیدائش دریا کے

باہر خشکی میں ہوتی ہے۔

حرام جانوروں کی حرمت کی حکمتیں

☆ مخالفین اسلام اپنی جہالت کی وجہ سے اسلام پر طعن و تشنیع کرنے لگ جاتے ہیں اگر وہ اسلام کی نزاکت سے آگاہ ہوں تو یقیناً اسلام تھامے بغیر نہیں رہ سکیں گے مثلاً اسلام نے خنزیر کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ وہ ہر حیثیت سے انسان کی صحت کے لئے زہر قاتل ہے۔

خنزیر

☆ خنزیر خور لوگوں کی طرف سے اس کے عذر میں کہا جاتا ہے کہ آج کل خنزیر پالنے کے بڑے جدید اور محفوظ طریقے موجود ہیں۔ یہ جانور کھلے نہیں چھوڑتے انہیں موٹا کرنے کے لئے پنجروں میں بند رکھا جاتا ہے اور وباؤں اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکے لگتے ہیں۔ ان کے گوشت کو بازار میں بیچنے سے پہلے ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور جب یہ جانور اتنی احتیاط سے پالا جائے تو وہ انسانوں کے لئے خطرناک نہیں ہوسکتا۔

جواب

ہم بچوں کے پیدا ہوتے ہی دیکھ بھال شروع کرتے ہیں۔ ان کے پہلے دن سے بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگتے ہیں۔ سال بھر کی عمر تک ہر بچہ کم از کم سات بیماریوں سے محفوظ کر لیا جاتا ہے تو پھر کیا یہ بچے بیمار نہیں ہوتے یا کسی اور وجہ سے نہیں مرتے؟ کیا ان کو پھوڑے پھنسیاں نہیں نکلتیں یا ان کے گردے خراب نہیں ہوتے یا ان کو سرطان نہیں ہوتا؟

جب یہ تمام پیش بندیوں کے باوجود یہ بچے بیمار ہوتے اور مرتے ہیں تو پھر یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ باڑوں میں پلنے والے خنزیر بیماریوں سے مبرا ہوں گے۔ عام حالات میں یہ ممکن نہیں کہ ہر شخص اپنے کھانے کے لئے ایسے جانور حاصل کرسکے جن کی پرورش ایک معیاری ماحول میں ہوئی ہو نہ تو ہر شخص ایسے جانور حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی ایسے جانور بیماریوں سے قطعی مبرا ہوسکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے یہ موٹا اُصول سامنے رکھ دیا کہ خنزیر کا گوشت نہ کھانا کیونکہ یہ انسان کے لئے ہمیشہ خطرناک ہوگا۔

۱۹۲۸ء میں ڈاکٹر محمد جعفر نے اپنے ایک مقالے میں ثابت کیا تھا کہ انسانوں کو خنزیر کھانے سے کم از کم ۴۷ اقسام کی بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں۔

ایک جگہ کی بیماری دوسری جگہ تک جانے کے قابل نہیں لیکن خنزیر وہ خطرناک جانور ہے جو انسانوں سے بیماریوں

حاصل کر کے انہیں آگے پھیلانے کا باعث ہوسکتا ہے یا دوسرے الفاظ میں اپنی وبائیں اپنے پالنے والوں کو بانٹ کر انہیں بیمار کرسکتا ہے۔اس نقطۂ نظر سے خنزیر کو گھر میں رکھنا یا پالنا آس پاس کے لوگوں کے لئے بھی ہمیشہ خطرے کا باعث رہے گا۔

وہ جانور جسے انسانوں کو لاحق ہونے والی تمام بیماریاں ہوسکتی ہیں ہمیشہ خطرے کا باعث رہے گا اور وہ انسان جو ایسے دفینہ امراض جانور کا گوشت کھائے گا کبھی بھی خطرے سے باہر نہ ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کو نجس قرار دیا ہے۔اس گھر کو برکت سے محروم قرار دیا ہے جس میں کتا موجود ہو۔اس کی آسان وجہ یہ ہے کہ کتا انسانوں کے لئے خطرناک ہے اسے وفادار کہنے والے شدید مغالطے کا شکار ہیں۔اب اگر کوئی کتے کو محفوظ کرنے کے لئے اسے پہلے باؤلے پن کا ٹیکہ لگوائے پھر ڈسپنسر سے محفوظ کروائے اور اسے متعدد ٹیکے لگوائے اور کہے کہ اب میں کتا رکھنے کے باوجود محفوظ ہوں تو وہ غلط ہے کیونکہ عام حالات میں اتنی احتیاط ممکن نہیں۔یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں اور ایسے امکانات موجود ہیں کہ ان تمام کوششوں کے باوجود کتا کسی اور صورت میں مضر رساں ثابت ہوجائے یہی کیفیت خنزیر کی بھی ہے۔

اوجھڑی وغیرہ

☆ بعض لوگ اوجھڑی کھانے کے شوقین اور بعض کپوروں کے دلدادہ ہیں اس پر چند دیگر اشیاء کو ملا کر چند تصریحات فقہاء ومحدثین عرض ہیں۔

طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے ابن عدی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے علامہ اوزاعی نے واصل بن ابی جمیلہ سے اور اُنہوں نے مجاہد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلال جانور سے سات اعضاء فرج، کپورے، غدود، مثانہ، پتہ، بہنے والا خون اور ''ذکر'' کا استعمال کرنا مکروہ جانتے۔'' علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''خون تو حرام ہے کہ قرآن حکیم میں اس کی تحریم منصوص ہے اور باقی چیزوں کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ سلیم الطبع لوگ ان کو خبیث اور مکروہ جانتے ہیں۔(عینی حاشیہ کنز الدقائق، صفحہ ۴۹۶)

حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار جلد ۴، صفحہ ۱۹۶ پر ہے کہ لفظ خبیث اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے (ویحرم علیھم الخبائث) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندی چیزیں لوگوں پر حرام فرماتے ہیں۔﴿الآیہ...... وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، ایت ۱۵۷) **ترجمہ**: اور (نبی اپنی امت پر) گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔﴾

اوجھڑی مکروہ

مذکورہ چیزوں میں مثانہ کے استعمال کو مکروہ کیوں فرمایا گیا ہے۔اس لئے کہ یہ پیشاب کا مخزن ومنفذ ہے اور یہ

علت اوجھڑی میں بوجہ اتم موجود ہے اس لئے کہ ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اوجھڑی میں لید و گوبر کا مخزن و منفذ ہے لہٰذا جو علت وسبب مکروہ ہونے کا مثانہ میں ہے وہی بعینہٖ اوجھڑی میں بھی پایا جاتا ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ سے دبر کی کراہت تحریمہ کی بناء پر گوشت کی خرید و فروخت میں بیع کا پھیرنا منقول ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ دبر (جائے پاخانہ) محض منفذ نجاست ہے جبکہ اوجھڑی منفذ بھی ہے اور مخزن بھی۔ لہٰذا اسی طرح اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ہونا امام اعظم علیہ الرحمۃ سے ثابت ہوا۔

محقق مذہب، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے رسالہ "المخ الملیحہ فیما نہی عن اجزاء الذبیحہ" میں مذکورہ اشیاء کے علاوہ اوجھڑی کی کراہت کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ جس کی تائید اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی باقی کتب سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً ملفوظات شریف صفحہ ۲۶ حصہ ۴ (جس کے مرتب شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمۃ ہیں) میں ہے کہ کسی نے عرض کیا "حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے (جب تک مخزن میں ہے) وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ؟ فرمایا اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا اگر "نجاست" کو نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔"

فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۶۷ پر ہے "اوجھڑی آنتیں جن کا کھانا مکروہ ہے تقسیم نہ کی جائیں بلکہ دفن کردی جائیں اور اگر بھنگی اُٹھالے منع کی حاجت نہیں۔"

ملفوظات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا سائل کو جواب قابل توجہ ہے۔ اسی لئے کہ اگر اوجھڑی مکروہ تحریمی نہ ہوتی تو آپ سائل کے جواب میں لفظ حرام ذکر نہ فرماتے بلکہ اس کے مکروہ تنزیہ ہونے کی تصریح فرماتے۔ مکروہ کے بعد لفظ حرام کا ذکر اس کے تحریمی ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ حرام کا درجہ مکروہ تحریمی کے بعد ہوتا ہے۔ بہر حال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مذکورہ ہر دو عبارات میں مطلق مکروہ کا ذکر ہے اور کتب فقہ میں مکروہ کے مطلق ذکر سے بالعموم مکروہ تحریمی مراد لیا جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت بھی لکھتے ہیں کہ

"مطلق مکروہ غالباً کراہت تحریمہ کا افادہ کرتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ صفحہ ۹۶ جلد ۳)

اور مکروہ تحریمی سے بچنا واجب اور اس کا استعمال سخت گناہ ہے۔

ان حضرات پر تعجب ہے جو محض ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اعلیٰ حضرت کی تحقیق کو پس پشت ڈال کر اسے مکروہ تنزیہ کی آڑ میں خود بھی اور عوام اہل سنت کو بھی گندی بوٹی کھا اور کھلا رہے ہیں جبکہ ڈیڑھ من گوشت حلال پاکیزہ موجود ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار

گھوڑا بھی مکروہ تحریمی و تنزیہی کی زد میں ہے۔ اسے بھی کوئی مولوی مکروہ تنزیہ کی عبارات دکھا کر گھوڑا کھانے

کھلانے لگ جائے تو ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد مان کر ان کی دوسری تحقیقات و نصیحات کو عمل میں لایا جائے مثلاً اقامت کے وقت تکبیر بیٹھ کر سننا اور جمعہ کی اذان کا مسجد کے دروازہ پر دلوانا وغیرہ وغیرہ اور اوجھڑی میں حلت کے بہانے ڈھونڈنا دیانت وتقویٰ کے خلاف ہے۔ دیوبندی، وہابی عرصہ سے کپورے، اوجھڑی کھارہے ہیں۔ اب تم بھی ان کے قریب ہوگئے پھر اوجھڑی کی تخصیص ہے کپوروں پر بھی ہاتھ صاف کیجئے۔ اس مسئلہ کو فقیر نے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے فیض سے مفصل تصنیف ''اوجھڑی کی کراہت'' لکھی ہے اس کا مطالعہ فرمائیے۔

مضطر کو اوجھڑی کھانا زندگی کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے اتنی ہی مقدار میں کھانا جائز ہوگا ورنہ خنزیر کی مانند ہوگا۔ جس کا کھانا قطعاً حلال نہیں۔ حتی کہ مضطر کے لئے بھی یہ بھی شرط ہے کہ جب اس کے سوا کوئی چیز میسر نہ ہو۔ اگر مردہ آدمی یا خنزیر کے سوا کوئی چیز بھی مضطر کو نہیں مل رہی تو ایسی اضطراری حالت میں بھی مردہ انسان کو نہ کھائے بلکہ رمق کی مقدار کے برابر خنزیر کا کھانا جائز ہوگا۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ المائدۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں خنزیر کے گوشت کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام فرمایا کہ وہ نہایت حریص اور شہوت کی انتہائی رغبت رکھتا ہے اور اگر اس کے گوشت کے کھانے کی اجازت ہوتی تو اس کے اعضاء سے کھانے والے کے پیٹ میں ایسی غذا کی جنس کا جزو پیدا کردیتا (یعنی انسان میں اس جیسی خصلتیں نمایاں ہوتیں) اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام ٹھہرایا۔ بکری کو حلال فرمایا کیونکہ یہ جانور اخلاق ذمیمہ سے محفوظ ہے۔

نزہۃ النفوس والافکار میں ہے کہ ''شاۃ'' عموماً غنم کو کہتے ہیں اور غنم بھیڑ اور بکری دونوں پر بولا جاتا ہے تاہم بھیڑ چھترا، مینڈھا افضل ہے کیونکہ ان پر اون ہے اور اون بالوں سے افضل ہے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عاجزی وانکساری وتواضع کے لئے اون کے کپڑے استعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور آنکھ کا نور بڑھا دیتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شہد کے برتن کو بھیڑ کی اون سے ڈھانپ دیا جائے تو چیونٹیاں اس کے قریب نہیں آتیں۔ بکری نہایت سست وترسندہ جانور ہے خصوصاً (بکرا) حکماء بیان کرتے ہیں کہ جسے استسقاء کی بیماری لاحق ہو اسے بکری کا پیشاب مفید ہے اور کان میں ڈالا جائے تو درد رفع ہوجاتا ہے اور اس کی مینگنیاں جو کے آٹے میں ملا کر مقام سوزش (سورج) پر لیپ کیا جائے بفضلہٖ تعالیٰ درد اور سوزش ختم ہوجائے گی۔

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ "کتاب القواعد" میں بیان کرتے ہیں کہ خنزیر کو مارنا واجب ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں جیسے کہ شیخین حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ صحیحین میں روایت لائے ہیں اور علامہ بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الفوائج علی القوائد میں بیان کرتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ خنزیر کا مارنا مستحب ہے اور ان کے دیگر علماءِ کرام فرماتے ہیں اگر اس سے نقصان کا خطرہ ہے تو مارنا مستحب ہے ورنہ نہیں اور اس کو گوشت یہود و نصاریٰ کے لئے بھی حرام دیا گیا ہے۔ حالانکہ فی زمانہ یہ قومیں خنزیر کو کھانے کے لئے پالتی ہیں اور بڑے مزے سے کھاتی ہیں۔ سچ فرمایا قرآن کریم میں

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ایت ۲۶)

ترجمہ: خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں۔

روضہ میں مرقوم ہے کہ جس نے گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی ہو وہ اگر خنزیر کا گوشت کھالے تو حانث نہیں ہوگا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ سکھائے ہوئے شکاری جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت **بسم اللہ** پڑھنا مستحب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر قصداً **بسم اللہ** شریف کو نہ پڑھا تب بھی شکار حلال ہوگا! لیکن حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر **بسم اللہ** کہنا بھول گیا تب بھی حلال ہوگا ورنہ حرام ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے ارادۃً **بسم اللہ** کو چھوڑا تو شکار حرام ہوگا جیسے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ہے البتہ "بھول" پر ان سے روایتیں آئی ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں شکار پر جانور کو چھوڑتے وقت **بسم اللہ** کو بھول کر نہ پڑھا یا قصداً جبکہ پڑھی ہی نہیں گئی تو شکار حرام ہوگا بلکہ مردار کی طرح ہوگا جس کا کھانا غیر مضطر کے لئے بالاجماع حرام ہے۔

ما اھل لغیر اللہ

☆ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۷۳)

ترجمہ: اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

اس رسالہ میں اس آیت کی تفسیر و تشریح ضروری ہے کیونکہ ہمارے دور میں اس آیت سے دھوکہ دیا جاتا ہے

تفسیر احمدی مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۴۰ میں ہے کہ **ما اھل بہ لغیر اللہ** کے معنی یہ ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات و عزیٰ وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام وغیرہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیر اللہ کے نام پر

ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح **باسم اللہ و محمد رسول اللہ** کہا ۔لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کر کے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا **باسم اللہ محمد رسول اللہ** تو مکروہ ہے حرام نہیں اور اگر غیر کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ **باسم اللہ** کہنے سے پہلے اور جانور کو لٹانے سے قبل یا اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس سے کچھ مضائقہ نہیں ۔ایسا ہی **ہدایہ** میں ہے یہاں سے معلوم ہوا جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اس لئے کہ اس پر وقت ذبح غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگر چہ ان کے لئے نذر کرتے ہوں۔

اس عبارت سے روزِ روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ **مااھل بہ لغیر اللہ** سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اور وقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔اس کے علاوہ کوئی اور چیز یہ آیت حرام نہیں کرتی ۔نہ فقیر والا آم جس پر ہمیشہ فقیر کا نام لیا جاتا ہے اور نہ کوئی اور چیز جو کسی کے نام سے مشہور ہو نہ وہ ذبیحہ جس پر ذبح سے قبل یا بعد غیر خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو حتیٰ کہ اگر ذبح میں خاص قربانی کے دن یہ کہا جائے کہ پہلے عبد الرب کی گائے ذبح ہو گی پھر عبد الکبیر کی پھر رسول بخش کی اور اس کے بعد وہ گائیں صرف **بسم اللہ اللہ اکبر** کہہ کر ذبح کی جائیں تو وہ حلال ہیں قربانی مقبول ہے اور ایسے اطلاقات احادیث میں بکثرت ملتے ہیں لہٰذا فاتحہ دینا و صدقات و خیرات وغیرہ کو **مااھل بہ لغیر اللہ** میں داخل کرنا قرآن مجید کے معنی کی تبدیلی اور تمام تفاسیر معتبرہ کی مخالفت ہے۔

دلائل سے ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے میلاد وغیرہ اور اُولیاء کے اعراس اور نذر و نیاز کے جانور سب حلال طیب ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اہل ایمان کے خطاب سے شروع فرمایا ہے اور انہیں حلال طیب چیزوں کے کھانے کا ذکر فرمایا ہے۔

بلکہ آٹھویں پارے میں یوں حکم فرمایا کہ

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (پارہ ۸،سورۃ الانعام،ایت ۱۱۸)

ترجمہ: تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔

بلکہ نہ کھانے والوں کو جھڑ کا ہے۔اسی آٹھویں پارہ رکوع اول میں ہے

"تمہیں کیا ہوا ہے کہ جس پر اللہ کا ذکر ہوا اسے نہیں کھاتے ہو۔"

الحمد للہ ہم اہل سنت کو ان پاک اشیاء کا کھانا نصیب ہے جس پر اللہ کا اسم پاک مذکور ہوتا ہے اور یہی حکم خداوندی

ہے۔

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ایت ۲۶)

ترجمہ: اور ستھری اشیاء ستھرے لوگوں کے لئے اور ستھرے لوگ ستھری اشیاء کے لئے۔

اور جن لوگوں نے ان اشیاء کی حرمت کا فتویٰ دیا انہیں کوا، گوہ، کپورے، الو و دیگر حرام اور غلیظ اشیاء کھانا نصیب ہوا سچ ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ایت ۲۶)

ترجمہ: خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں، اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لیے۔

از قلم الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۱۱ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ۔ بہاولپور